پروفیسر خالد شبیر احمد
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

دینِ اسلام میں عورت کا مقام ومرتبہ

آج کل ہمارے ملک میں عورتوں کے تحفظ کا واویلا اپنے عروج پر ہے۔ یکا یک ایک مخلوق آسمان سے نازل ہوگئی ہے۔ جس کو اس بات کا شدت کے ساتھ احساس ہے کہ ہمارے ملک میں صرف عورت ہی مظلومیت کا شکار ہے۔ باقی سب کچھ درست اور صحیح، کہیں اور ظلم وستم نہیں ہو رہا۔ معاشرہ امن وسکون کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہے۔ ہر ایک اپنے سیاسی اور معاشی حالات سے انتہائی خوش وخرم ہے اور اگر کہیں پر گڑ بڑ ہے تو صرف اور صرف عورتوں کے حوالے سے ہی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ بھی اُسی سازش کی ایک کڑی ہے۔ جس کے تحت ملک کو ہر لحاظ سے ایک بے دین معاشرے میں تبدیل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا گیا ہے۔ یا پھر عورتوں کو بزعم خویش خوش کر کے اُن سے ووٹوں کی بھیک مانگنا اس موجودہ شور وغم کا مقصدِ عظیم ہے۔ گویا کہ نیت میں فتور ہے اور اُس فتور کی بے برکتی سے پورے ملک کے عوام ایک عجیب وغریب کیفیت میں مبتلا ہیں:

یاں تو ہر اک شخص کا چہرہ ہے زرد زرد
اس اجنبی سے شہر کی آب و ہوا ہے اور
کیسے یقین کر لوں میں حالاتِ شہر پر
نیت ہوا کی اور ہے شورِ ہوا ہے اور

آیئے! آپ کو بتائیں کہ دینِ اسلام میں عورت کا کیا مقام ومرتبہ ہے اور یہ لوگ عورت کو کہاں لے کر جا رہے ہیں۔ جس غرض کے لیے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اُس سے ہر ذی شعور پوری طرح سے واقف ہے اور جانتا ہے کہ اس شور وغل کی اصل غرض وغایت کیا ہے۔ سورۃ روم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اللہ نے تمہارے لیے خود تمہیں میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم اُن کے پاس سکون حاصل کرو اور اُس نے تمہارے درمیان مودّت اور رحمت رکھ دی ہے۔'' (الروم:۲۱)

اس آیات سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کے درمیان محبت، پیار اور تعاون کا تعلق ضروری قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ عملی زندگی میں ایک دوسرے کے راز دار بننے والے ہیں، جو ایک دوسرے کے غم اور راحت کے ساتھی ہیں۔ ان کے درمیان ویسی ہی وابستگی ہونی چاہیے' جو لباس اور جسم کے درمیان ہے۔ یہ پیار اور محبت اس لیے بھی ضروری ہے کہ اسلام بنیادی طور پر ایک سماجی دین ہے جو ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے جو ہر لحاظ سے پاکیزہ، منظّم اور پرامن ہو۔ معاشرے میں خاندان ایک بنیادی اکائی ہے۔ جو عورت اور مرد کے جائز تعلقات پر قائم ہوتا ہے۔ اگر عورت اور مرد کے درمیان مَوَدّت اور رحمت کا تعلق استوار نہیں ہوتا تو پورے معاشرے میں نہ تو امن قائم رہ سکتا ہے اور نہ ہی معاشرتی زندگی کو احسن طور پر آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''پوری دنیا متاع ہے اور بہترین متاع نیک عورت ہے۔'' (مسلم)

جس دین میں نیک عورت کو بہترین متاع قرار دیا گیا ہو اُس دین میں عورت کا مقام و مرتبہ کیا ہے۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل امر نہیں ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دنیا کی چیزوں میں میرے دل میں عورت اور خوشبو کی محبت ڈالی گئی ہے۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز کو بنایا گیا۔'' (کتاب نسائی عشرہ النساء)

حضور اکرم ﷺ تاریخ انسانیت میں وہ پہلے پیغمبر ہیں جنھوں نے معاشرے میں عورت کے تقدس اور احترام کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ کے ہاں ایسی تعلیمات موجود ہیں جس سے عورت کا تقدس اور احترام واضح طور پر ابھرتا ہے۔ اس جدید دور میں تو آزادیٔ نسواں کی بات عورت کی ذلت اور رسوائی پر آ کر ختم ہو جاتی ہے۔ جو کچھ حضور اکرم ﷺ نے عورت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔ اُس نے انسانی افکار و کردار کا رُخ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے موڑ دیا ہے۔ اس میدان میں اسلام نے اتنا عظیم انقلاب برپا کیا ہے جس کی مثال تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی۔ اسلام نے نہ صرف عورت اور مرد دونوں کی ذہنی صلاحیتوں میں انقلاب برپا کیا بلکہ معاشرے میں عورت کے تقدس و احترام، اُس کی عصمت و عفت کو برقرار رکھنے کے لیے قواعد و ضوابط ترتیب دیئے۔ عورت میں عزتِ نفس اور اعتماد پیدا کرنے کے لیے معاشرے کے اندر عورت کے معاشی و معاشرتی حقوق متعین کیے۔ صرف متعین ہی نہیں کیے بلکہ حضور اکرم ﷺ نے اس پر خود عمل کیا اور دوسروں سے بھی عمل کروایا۔

اسلام نے عورت اور مرد کو انسان ہونے کی حیثیت میں برابر کا درجہ دیا۔ اپنی تعلیمات سے دنیا کو بتایا کہ عورت بھی ویسی ہی انسان ہے جس طرح مرد۔ سورۃ نساء میں ارشاد ہے: ''اللہ نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا اور جنس سے جوڑے کو پیدا کیا۔'' پھر اسی سورۃ النساء میں ارشاد ہے:

''اور مرد جیسے عمل کریں گے اُس کا پھل وہ پائیں گے اور عورتیں جیسے عمل کریں گی اُس کا پھل وہ پائیں گی۔'' (النساء:۳۲)

''جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت مگر ہوں ایمان دار تو ایسے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر رتی بھر ظلم نہ ہوگا۔'' (النساء:۱۲۴)

سورۃ بقرہ میں عورت کے حقوق کی اس طرح نشان دہی کی گئی ہے: ''عورت پر جیسے فرائض ہیں ویسے ہی اس کے حقوق بھی ہیں۔''

یہ کہنا درست نہیں ہے کہ انسانی نکتہ نگاہ سے مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے یا مرد عورت سے بڑا ہے۔ مرد عورت کا محتاج اور دستِ نگر ہے اور عورت مرد کی محتاج اور دست نگر۔ جو کسی دوسرے کا محتاج ہو اُس کا کسی سے بڑا ہونا مضحکہ خیز بات ہے۔ سب سے بڑا وہی ہے جو کسی کا محتاج و دست نگر نہیں ہے۔ عورت اور مرد باہمی تعاون کے مستحق ہیں اور دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے ہی اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآء ہونا ہے۔ اُنہیں ایک دوسرے کو سمجھ کر ایک ساتھ چلنا ہے اور اپنی منزل تک پہنچنا ہے۔ منزل دونوں کی ایک ہے کہ اپنے قول و فعل سے اپنی سرگرمیوں اور اپنے افعال و کردار سے خدا کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہر وہ کام کرنا جس کا حکم ثابت ہو اور ہر اُس کام سے پرہیز اور علیحدگی اختیار کرنا جس سے منع کر دیا گیا ہو۔ اسلام چونکہ ایک منظّم معاشرے کے قیام پر زور دیتا ہے۔ اس لیے یہ بات ضروری تھی کہ عائلی

زندگی اور خاندانی معاملات کو احسن طور پر آگے بڑھانے کے لیے نیز ان میں نظم وضبط برقرار رکھنے کے لیے مرد جسے قدرت نے بہتر انتظامی صلاحیتیں عطاء فرمائی ہیں کہ عورت پر فوقیت دی جاتی تا کہ مرد کی قیادت میں ایک ڈسپلن کے تحت معاشرے کی تنظیم کو مکمل کیا جاتا۔ اس لیے مرد کو بعض ایسی ہی مصلحتوں کے تحت عورت پر قوام بنایا۔ جیسا کہ سورۃ النساء میں ارشاد ہے:

''مرد عورتوں پر قوام ہیں۔ اس فضیلت کی بنا پر جو اللہ نے ان میں سے ایک دوسرے پر عطا کی ہے اور اس بنا پر جو اِن پر (مہر ونفقہ کی صورت میں) اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔''

لیکن مرد کی اس فوقیت کے باوجود اُسے تنبیہ بھی کی جارہی ہے کہ دیکھنا یہ نہ سمجھ لینا کہ جو تمہارے جی میں آئے کرتے پھرو۔ تم اپنے ہر معاملے اور ہر کام میں اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے خدا کے سامنے جواب دہ ہو:

''مرد اپنے بچوں پر حکمران ہے اور اپنی رعیت میں اپنے عمل پر وہ خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔'' (بخاری۔ کتاب النکاح)

جہاں مرد اپنی بیوی بچوں کے معاملات میں خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔ وہیں پر عورت بھی اپنے معاملات اور اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔ اسلام نے خاندانی معاملات میں جہاں مرد کی حیثیت کو متعین کیا ہے اور اُسے انتظامی اور مالی معاملات میں عورت پر فوقیت دی ہے، وہیں پر عورت کو بھی گھر کی ملکہ کہہ کر اُسے عائلی زندگی میں ایک نمایاں حیثیت دی ہے۔

''عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمران ہے اور وہ حکومت کے دائرے میں اپنے عمل کے لیے جواب دہ ہے۔''

(بخاری۔ قوا انفسکم و اھلیکم)

ان تعلیمات کی روشنی میں دیکھئے کہ تقسیم کار کرتے ہوئے دونوں کو الگ الگ نوعیت کے فرائض سونپے گئے ہیں۔ جن کو سرانجام دینے کے لیے عورت اور مرد دونوں کو اختیارات بھی دیئے گئے ہیں اور اختیارات دینے کے بعد انہیں خدا کے سامنے جواب دہ ہونے کی بابت بھی بتایا جارہا ہے۔ تا کہ دونوں میں سے کوئی بھی اپنے اختیارات سے تجاوز نہ کر سکے اور یوں اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون، ہمدردی، پیار، محبت کی فضا میں خدا کی خوشنودی (جو کہ ہر مسلمان کا انفرادی اور اجتماعی نصب العین ہے) کے لیے اسلامی معاشرے کے اندر کام ہوتا رہے۔

ان حقائق سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اسلام میں عورت اور مرد انسان ہونے کے ناتے سے برابر ہیں۔ البتہ کام کی نوعیت مختلف ہے اور معاشرہ کو منظّم بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے بیرونی معاملات میں مرد کو اگر فضیلت حاصل ہے تو گھریلو معاملات میں یہی حیثیت خود عورت کی بھی ہے۔ اس کے علاوہ اسلام نے عورت میں اعتماد پیدا کرنے کے لیے اُسے کئی نوعیت کے حقوق سے نوازا ہے۔ اسلام، معاشرے میں اس بات کا اہتمام کرتا ہے کہ عورت مرد کے اختیارات کے غلط استعمال کی زد میں نہ آئے۔ مرد کو اپنے اختیارات سے ناجائز فائدہ اٹھانے سے روک دیا گیا ہے۔ تا کہ وہ ظلم کی حدوں تک نہ پہنچنے پائے۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر میاں بیوی کے تعلقات کا لونڈی اور آقا کے تعلقات میں تبدیل ہونے کا خدشہ موجود ہے۔ جو اسلام نہ ہی پسند کرتا ہے اور نہ ہی اس کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام نے عورت کو ایسے تمام مواقع بہم پہنچائے ہیں، جن سے فائدہ اٹھا کر عورت خاص حدود میں رہتے ہوئے معاشرے میں اپنی صلاحیتوں کو اگر چاہے تو بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ

اجاگر کر سکتی ہے ے۔معاشی یا معاشرتی زندگی میں اپنے حصے کا کام سرانجام دے کر عورت تعمیر تمدن وتعمیر ثقافت میں بہتر کردار ادا کر سکتی ہے۔لیکن اس سارے عمل میں اسلام دو باتوں کا خاص خیال رکھتا ہے۔ایک یہ کہ معاشرتی نظم ونسق متاثر نہ ہونے پائے۔دوسرے عورت جو کچھ بھی کرے عورت کی حیثیت میں کرے' اُسے مرد بننے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔عورت کی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے ازدواجی زندگی کو متاثر کیے بغیر اسلامی معاشرے میں عورت بہت کچھ کر سکتی ہے مگر مرد نہیں بن سکتی۔

اسلام نے عوت کو حقِ میراث میں شریک کر کے جہاں معاشرے میں اس کی عزت اور توقیر میں اضافہ کیا ہے۔ وہیں اس کی معاشی حالت میں بھی استحکام پیدا کیا ہے۔اس کے علاوہ کوئی دوسرا نظام یا مذہب ایسا نہیں ہے جس نے عورت کی معاشی حالت کو مضبوط بنانے کی کوشش کی ہو۔بلکہ اگر دیکھا جائے تو آج جو تہذیب عورت کی آزادی کی چیمپئن بنتی ہے۔ اُس نے عورت کو عورت کی حیثیت سے نہیں بلکہ اُسے مرد بنا کر دولت سمیٹنے کی ایک ایسی راہ دکھائی ہے جس نے عورت کی معاشرتی زندگی کے سکھ اور چین کو داؤ پر لگا دیا ہے۔عورت کو کمانے والا فرد تو بنا دیا لیکن عورت کو عورت کی حیثیت میں کوئی مدد بہم نہ پہنچائی۔جیسے کہ اسلام میں عورت خواہ کتنی ہی رئیس کیوں نہ ہو' اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اُس کے خاوند پر عائد ہوتی ہے۔عورت کو خاوند کی طرف سے مہر کی رقم اس کے علاوہ ملتی ہے۔عورت کو اپنے باپ، اپنے شوہر سے اور اپنی اولاد کی طرف سے مہر کی رقم اس کے علاوہ ملتی ہے۔عورت کو اپنے باپ، اپنے شوہر سے اور اپنی اولاد کی طرف سے جو مال حاصل ہوتا ہے۔ اس کی وہ واحد مالک ہے۔یہ سب کچھ اس لیے عورت کو مہیا کیا گیا کہ اُسے معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے خاوند کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نہ دیکھنا پڑے۔اگر اسلام کے ہاں عورت کی معاشی تگ ودو اُس کا مرکزی اور بنیادی فریضہ ہوتا تو اس طریقے سے اُس کی معاشی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش ہرگز نہ کی جاتی۔یہ سب کچھ عورت کو اسلام کی طرف سے اس لیے مہیا کیا گیا کہ مشکل وقت میں عورت کو دربدر کی ٹھوکریں نہ کھانا پڑیں اور نامساعد حالات میں بھی معاشی تفکرات سے آزاد ہو کر اپنی زندگی کے دن بسر کر سکے۔ایک اور بات جس سے اسلامی معاشرے میں عورت کی حیثیت واہمیت واضح ہوتی ہے' وہ عورت کا وہ حق ہے جس کے ذریعے وہ اپنے شوہر کا انتخاب کرتی ہے۔اسلام نے عورت کو اپنے شوہر کے انتخاب کا پورا حق عطا کیا ہے۔اس کی مرضی کے خلاف کوئی شخص اس سے نکاح نہیں کر سکتا اور اگر عورت اپنی مرضی سے کسی مسلمان سے نکاح کرنا چاہے تو اُسے روکا نہیں جا سکتا۔اس کے علاوہ اگر عورت کو اس کا خاوند تنگ کرتا ہے یا پھر وہ ناکارہ اور نا اہل ہے یا پھر عورت پر ظلم وستم کرتا ہے تو اسلام عورت کو ایسے بدکردار فرد سے نجات دلانے کے لیے اُسے خلع فسخ یا تفریق کے اختیارات بھی دیتا ہے۔خاوند کے لیے واضح احکامات جاری کیے گئے ہیں کہ وہ عورت پر ظلم نہ کرے۔بلکہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔اس کی ضروریات کو پورا کرے۔قرآن میں کہیں اگر یہ ارشاد ہے کہ عورتوں کے ساتھ نیکی کا سلوک کرو۔کہیں پر یہ حکم بھی ہے کہ آپس کے تعلقات میں فیاضی کو مت بھول جاؤ۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

''تم میں سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ لطف ومہربانی کا سلوک کرتے ہیں۔''

اگر کوئی شخص فرمانِ نبوت کے مطابق عورت سے اچھا سلوک نہیں کرتا تو ایسی صورت میں اسلام عورت کو اس بات کا پورا حق مہیا کرتا ہے کہ وہ قانون کو استعمال میں لا کر چھٹکارا حاصل کرلے۔ اسلام مطلقہ عورت کو عقدِ ثانی کا بھی حق دیتا ہے۔ دیوانی اور فوجداری مقدمات میں بھی اسلام نے عورت اور مرد کے درمیان مساوات کو برقرار رکھا تاکہ معاشرے میں پوری انسانیت کا تحفظ کا بہتر طور پر اہتمام ہو سکے اور قانون میں کوئی ایسا سقم نہ رہنے پائے جس سے معاشرتی زندگی متاثر ہو۔ عورتوں کی تعلیم کا اہتمام جس سنجیدگی کے ساتھ اسلامی معاشرے میں ہوتا ہے۔ اس کی کہیں دوسری جگہ کوئی مثال نہیں ہے وہ اس لیے کہ عورت ہی فرد کی ابتدائی استاد ہے۔ عورت کا جاہل رہ جانا اسلام کو کسی طور بھی قبول نہیں۔ بچے کی ابتدائی درس وتدریس اور اخلاقی تربیت چونکہ ماں کے سپرد ہے۔ اسی لیے عورت کا زیورِ تعلیم سے آراستہ ہونا اسلامی نقطۂ نگاہ سے نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ سکولوں اور کالجوں کی تعلیم بے معنی ہے۔ اگر اس سے پہلے ماں کی تعلیم اور اخلاقی تربیت بچے کو حاصل نہ ہو۔ میرے خیال میں اسلامی معاشرے میں عورت کی یہی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ جو اس وقت تک پوری نہیں ہوسکتی، جب تک عورت کی تمام توجہ اس کے گھر کے اندرونی معاملات پر نہ ہو۔ اسی میں پردے کی حکمت پوشیدہ ہے۔ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ جب تک مسلمان عورت اسلام کے اصول پر عمل پیرا ہو کر اپنی تمام تر توجہ اپنی اولاد کی تربیت اور اخلاقی نگہداشت پر دیتی رہی۔ اسلامی معاشرہ اپنے صحیح خدوخال کے ساتھ قائم ودائم رہا۔ جب سے ہم نے یہ کام چھوڑ کر یورپ کی نقالی کرتے ہوئے عورت کو گھر سے باہر لانے کی تحریک شروع کر رکھی ہے۔ ہمارا معاشرہ اخلاقی طور پر روبہ انحطاط ہوتا جارہا ہے۔

اس وقت ہمارے ملک میں یہ تحریک اپنے پورے عروج پر ہے اور یہ تحریک اس لیے بھی عورت کے لیے خطرناک ثابت ہوسکتی ہے کہ اس تحریک کی زد میں آکر یہ عورت وہ عورت نہیں رہے گی جس کے قدموں تلے حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جنت ہوتی ہے۔ یا پھر جس کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے بعد دینی تعلیمات کے مطابق ایک فرد پر لازم کردی گئی ہے۔